خواتین کا مقام ومنزلت قرآن کریم کی نگاہ میں!

مولانا مفتی سیّد محمد رفیق

عورت کے متعلق اسلام، دور جاہلیت اور ترقی پذیر دور جدید دونوں سے جدا اپنا ایک نظریہ رکھتا ہے اور اپنی مطابق فطرت ہمہ گیر اصلاح کے دائرے میں اس کے حقوق وفرائض اور ذمہ داریوں کو بیان کرتا اور اخلاقی کردار میں نمایاں جگہ بخشتا ہے۔ مختلف مذاہب عالم اور قوانین کی تعلیمات کا مقابلہ اگر اسلام کے اس منفرد وممتاز کردار سے کیا جائے جو اس نے عورت کے وقار واعتبار کی بحالی، انسانی سماج میں اسے مناسب مقام دلانے، ظالمانہ قوانین، غیر منصفانہ رسم ورواج، مردوں کی خود پرستی، خود غرضی اور تکبر سے اسے نجات دلانے کے سلسلے میں انجام دیا ہے تو آنکھیں کھل جائیں گی۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہئے کہ چونکہ اسلام صراط مستقیم کا نام ہے اس لئے استقامت واعتدال کی جو صفت اس کی تعلیم میں گوندھی گئی ہے وہ اس مقام پر بھی واضح طور پر نظر آتی ہے۔ چنانچہ اپنے امتیازی نصب العین اور خصوصی نظام کے پیش نظر اسلام نے عورت کے متعلق بھی اعتدال کی راہ اختیار کی ہے اور افراط وتفریط کی ظلمت سے اسے بچایا ہے۔

اسلام نہ اس افراط کی اجازت دیتا ہے جو آزادی حقوق کے نام سے یورپ اور یورپ زدہ ملکوں میں عملاً پائی جاتی ہے اور جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انہوں نے عورت کی جنسی مساوات کی ساتھ ساتھ ''صنفی مساوات'' کو بھی تسلیم کرلیا ہے، مگر اس غیر فطری اور غلط روش کی بدولت معاشرتی زندگی کی بربادی کے جو عام مناظر ان ملکوں میں نظر آتے ہیں اس کی صداقت کے لئے خود ان ملکوں کی حکومتوں کی رپورٹیں اور اخلاقی مصلحین کی تحریریں اور تقریریں زندہ شہادت ہیں اور نہ وہ اس تفریط کا قائل ہے جس کی بدولت جہالت کے ہاتھوں عورت کے ساتھ حیوان کا سا سلوک کیا جائے؛ بلکہ وہ عورت کا رتبہ بلند کرتا ہے اور اس کو انسانی حقوق میں مرد کے مساوی درجہ دیتا ہے اور ساتھ ہی ''صنفی خصوصیات'' کے اعتبار سے بعض معاملات میں مرد کو اس پر درجۂ فضیلت بھی بخشتا ہے۔ وہ ایک طرف اگر عورت کو مرد

کی افضلیت کے انکار سے باز رکھتا ہے تو دوسری جانب مرکو اس فضیلت سے ناجائز فائدہ اٹھانے سے روکتا اور فضیلت وقوامیت کے بے جا استعمال کے ذریعہ جبر واستبداد اور وحشیانہ سلوک سے باز رکھتا ہے؛ اس طرح دونوں کے درمیان صحیح توازن قائم کر کے ان کو عدل وانصاف کی راہ پر چلاتا ہے۔(۱)

چنانچہ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ:

استوصوا بالنساء خیراً (۲)

ترجمہ: ''عورتوں کے بارے میں بھلائی اور بہتری کا سبق سیکھو۔''

خیرکم خیرکم لاهله وانا خیرکم لاهلی، ما اکرم النساء الا کریم ولا اهانهن الا لئیم (۳)

ترجمہ: ''تم میں سے بہترین مرد وہ ہے جو اپنے اہل کے حق میں بہتر ہے اور میں خود اپنے اہل کے حق میں بہتر ہوں۔ عورتوں کی عزت وحرمت وہی کرتا ہے جو خود شریف ہو اور عورتوں کی توہین وہی کرتا ہے جو خود کمینہ ہو۔''

قرآن کریم کی نگاہ میں مرد وزن حق انسانیت میں برابر ہیں۔ مرد کے مقابلے میں اس اعتبار سے کسی قسم کی ایسی کوئی پابندی عورت پر عائد نہیں ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے اس حق سے محروم یا مرد کے مقابلہ میں پست ومقہور سمجھی جائے۔(۴)

چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْف (۵)

ترجمہ: ''اور عورتوں کے لئے بھی اسی طرح کے حقوق مردوں پر ہیں جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں۔

صفات حسنہ، اعمال صالحہ اور دین کے اہم شعبوں کے ذکر کے وقت قرآن مجید صرف مردوں کے ساتھ عورتوں کا ذکر اور یہ اشارہ ہی نہیں کرتا کہ اعمال صالحہ اور صفات کریمہ میں ذکور واناث میں کوئی فرق نہیں، بلکہ اس کے برعکس وہ ایک ایک صفت کو الگ الگ بیان کرتا ہے اور جب مردوں کی اس صفت کا ذکر کرتا ہے تو اسی صفت سے عورتوں کو بھی موصوف کرتا اور اور ان کا مستقل ذکر کرتا ہے، اگرچہ اس کیلئے طویل پیرایہء بیان ہی کیوں نہ اختیار کرنا پڑے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ ان صفات میں قوت وصلاحیت رکھنے والے مردوں پر عورتوں کو قیاس کرنے پر وہ انسانی ذہن آمادہ نہیں ہوتے ہیں جنہوں نے غیر اسلامی مذاہب وفلسفہ اور قدیم معاشرت و آداب کے سایہ میں تربیت پائی ہے، ایسے ذہنوں نے ہمیشہ مردوں اور عورتوں میں تفریق کی ہے اور انہیں بہت سے فضائل میں مردوں کے ساتھ شرکت سے بھی مستثنیٰ کر رکھا ہے چہ جائیکہ ان میں ان کی مزاحمت و

سبقت گوارا کریں۔(۶)

چنانچہ ایک آیت میں مردوخواتین کا تذکرہ ایک ساتھ یوں کیا گیا ہے:

إِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصّٰٓئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْراً وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْراً عَظِيْماً (۷)

ترجمہ: ’’بے شک اسلام والے اور اسلام والیاں، ایمان والے اور ایمان والیاں، عبادت گذار مرد اور عبادت گذار عورتیں، سچے مرد اور سچی عورتیں، صابر مرد اور صابر عورتیں، خشوع والے اور خشوع والیاں، صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والیاں، روزہ رکھنے والے اور روزہ رکھنے والیاں، شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے اور حفاظت کرنے والیاں، اور اَللہ کو بکثرت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں، ان کے لئے اللہ نے مغفرت اور شاندار اَجر تیار کر رکھا ہے۔‘‘

قرآن مجید صرف طاعات وعبادات اور مذہبی فرائض ہی کے سلسلے میں مردوں اور عورتوں کے مساوات وشرکت کا ذکر نہیں کرتا، بلکہ ان کی تعلیمات کی رو سے باصلاحیت مردوں، علماء اور بڑی ہمت اور عزم رکھنے والے مردوں اور نمایاں افراد کے ساتھ ساتھ اخلاقی احتساب ’’امر بالمعروف ونہی عن المنکر‘‘ یعنی اسلامی معاشرہ کی نگرانی ورہنمائی، اس کو غلط راستہ پر چلنے سے روکنے اور صحیح راستہ پر چلانے کے سلسلہ میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی ذمہ داری میں شریک ہیں۔اللہ تعالیٰ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو ایک اور خیر وتقویٰ پر تعاون کرنے والی جماعت کو ایک محاذ کی شکل میں دیکھنا چاہتا ہے۔(۸)

چنانچہ فرمان خداوندی ہے:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ يُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه (۹)

ترجمہ: ’’اور ایمان والے اور ایمان والیاں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، وہ نیکی کی تلقین کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرتے ہیں۔‘‘

قرآن مجید پر ایک سرسری نظر بھی عورت کے بارے میں جاہلی نقطۂ نظر اور قرآنی و اسلامی زاویۂ نگاہ کے کھلے فرق کو سمجھنے کے لئے کافی ہے جس سے انفرادی سلوک اور اجتماعی قوانین متعلق ہوتے ہیں۔ وہ قرآنی آیات جو نصف نوع انسانی اور جنس لطیف کے بارے میں نازل ہوئی ہیں وہ عورت کے اندر اس لئے اعتماد پیدا کرتی ہیں کہ ان کے بموجب معاشرہ میں اور خدا کے نزدیک اس کا متعین مقام ہے اور وہ دین و علم، خدمت اسلام، خیر و تقویٰ میں تعاون اور صالح معاشرہ کی تعمیر میں پوری طرح حصہ لے سکتی ہے۔ قرآنی آیات قبول اعمال، نجات و سعادت اور آخرت کی کامیابی کے بیان میں ہمیشہ مردوں کیساتھ عورتوں کا بھی ذکر کرتی ہے۔ (۱۰)

قرآن کہتا ہے:

وَمَن يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ (۱۱)

ترجمہ: ''اور جو کوئی نیکیوں پر عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت اور صاحب ایمان ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّىْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ (۱۲)

ترجمہ: ''سو ان کی دعا کو ان کے پروردگار نے قبول کرلیا، اس لئے کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے خواہ مرد ہو یا عورت عمل کو ضائع نہیں ہونے دیتا، تم آپس میں ایک دوسرے کے بعض ہو۔''

قرآن کریم نے خیر و شر کے تمام اعمال میں مرد اور عورت کے لئے ایک ہی پیمانہ قائم کیا ہے نیز وہ حیات طیبہ کے مواقع و وسائل عطا کرنے کے موقع پر بھی مردوں کے ساتھ عورتوں کو یاد رکھتا ہے، بلکہ اس کے لئے ضمانت دیتا ہے اور اس کا وعدہ کرتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۱۳)

ترجمہ: ''نیک عمل جو کوئی بھی کرے گا مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اسے ضرور ایک پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ہم انہیں ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ضرور اجر دیں گے۔''

قرون وسطیٰ میں ایک زمانہ ایسا گزرا ہے جس میں یہ قانون تھا کہ عورت کسی چیز کی مالک نہیں ہوسکتی، اپنے حقوق ان کو حاصل نہیں تھے، بہت سی عبادتیں اور فرائض ایسے تھے جو ان کے لیے ناجائز تھے اور لوگ عورتوں کے سایہ سے بھاگتے تھے، بہت سی عورتوں اور بچوں کو راہب بنا کر گرجاؤں میں بٹھا دیا کرتے تھے، ان کی مائیں روتی تھیں اور بلکتی تھیں اور جب وہ انہیں ڈھونڈنے آتیں تو راہب ان سے بھاگتے تھے کہ کہیں ان کا سایہ نہ پڑ جائے۔ یہ تو قرآن کا معجزہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں میں عورتوں کا ذکر الگ الگ کیا ہے، اگر ایک ساتھ کہہ دیا جاتا تو شاید ذہن پورے طور پر کام نہ کرتا، اور جو اللہ تعالیٰ نے مرتبے بیان کئے ہیں ان میں سب کا ذہن نہ جاتا، لیکن اللہ نے ایک ایک جز میں عورتوں کا ذکر کیا ہے، ہمت افزائی کے لئے بھی اور ان کا درجہ بڑھانے کے لئے بھی۔(۱۴)

قرآن کریم نے سخت مجبور کن حالات میں جس طرح مرد کو طلاق کا حق دیا ہے، اسی طرح عورت کو بھی یہ حق ''خلع'' کی شکل میں عطا فرمایا ہے، اس نے امور خانہ داری وتدبیر منزل میں مرد کی طرح عورت کو بھی ذمہ دار قرار دیا ہے۔ اسی بناء پر اس نے مالی، دیوانی اور فوجداری ''قانونی'' حقوق میں اس کو مرد کے مساوی ہی رکھا ہے۔ وہ مرد کی طرح مال و جائیداد کی مالک ہوسکتی ہے اور اس میں ہبہ، بیع، رہن اور ہر قسم کے تصرفات کرسکتی ہے، وہ اپنے حقوق کے حاصل کرنے کے لئے دیوانی عدالت میں ہر قسم کے دعاوی کرسکتی ہے، وہ حدود و قصاص اور تعزیری حقوق میں اپنے مخالف مرد پر حد جاری کرا سکتی ہے، قصاص لے سکتی ہے اور تعزیر اسی طرح قائم کرا سکتی ہے جس طرح مرد عورت کے خلاف کرا سکتا ہے، وہ ملکی صلح و جنگ میں، سیاسی وشہری معاملات میں اسی طرح حقدار ہے جس طرح مرد حقدار ہے۔(۱۵)

لیکن ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ عورت مرد سے الگ ایک مستقل صنف ہے جس کو صنف نازک کہا جاتا ہے، لہٰذا فطرت نے نسل انسانی میں اس جگہ اس کو مرد سے جدا کر دیا ہے، اس لئے عورت، عورت ہے مرد نہیں اور مرد، مرد ہے عورت نہیں ہے۔ لہٰذا جو تمدن عورت کے اس صنف خاص سے متعلق معاملات اور اس کے فطری تاثرات وتقاضا سے بے پرواہ ہو کر اس میں بھی اس کو ''مرد کے مساوی'' رکھنا چاہتا ہے وہ قانون فطرت کی خلاف ورزی کرتا ہے اور اَخلاق کے بجائے بداخلاقی کا مرتکب ہوتا ہے، پس اسلام نے اپنی اخلاقی تعلیم میں عورت کو انسانی حقوق کے باوجود صنفی نزاکت وضعف کے اعتبار سے مرد کے مقابلہ میں وہی حیثیت دی ہے جو ''کرخت'' کے مقابلہ میں ''نازک'' کو ملنی چاہئے۔(۱۶)

اسی لیے قرآن کریم کہتا ہے:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَه (۱۷)

ترجمہ: ''اور عورتوں کے لئے بھی اسی طرح حقوق مردوں پر ہیں جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں، اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت کا ایک درجہ حاصل ہے۔''

اور پھر خود ہی اس درجۂ فضیلت کی تشریح بھی کر دی کہ:

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْض وَ بِمَا اَنْفَقُوْامِنْ اَمْوَالِهِمْ (۱۸)

ترجمہ: ''مرد عورتوں کے سربراہ ہیں اس لئے اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، نیز اس لئے کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔''

یعنی مرد کو عورت پر ایک درجہ حاصل ہے اور وہ درجہ قوام، سربراہی اور کارفرمائی اور اس فضیلت کے درجہ کے لئے علت بھی خود ہی بیان فرما دی؛ تاکہ غلط کاروں کو غلط کاری کے لئے افراط و تفریط کا بہانہ ہاتھ نہ آجائے۔ وہ یہ کہ یوں تو دونوں اصناف میں کچھ خاص خاص فضیلتیں ہیں جو دوسری صنف میں نہیں ہیں مگر یہ فضیلت کہ مرد اپنی زندگی کی محنت کا سرمایہ عورت پر خرچ کرتا ہے اور عورت بغیر محنت کے اس سے فائدہ اٹھاتی اور مطمئن زندگی بسر کرتی ہے، مرد کے لئے بڑی فضیلت ہے۔ (۱۹)

خلاصہ کلام:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ عورت کے بارہ میں یہ انصاف ضروری ہے کہ وہ انسان سمجھی جائے اور یہ مان لیا جائے کہ اس کے بھی حقوق ہیں اور اس پر کچھ فرائض بھی ہیں۔ مساوات کا یہ مطلب نہیں کہ عورت مرد کے تمام معاملات میں مساوی ہو جائے کہ معیشت کے پیشے اور ملازمتیں تک کرنے لگے، اس لئے کہ اگر عورتیں ان امور میں مشغول ہو جائیں گی تو وہ گھر کی سعادت کھو بیٹھیں گی، اور اولاد کو تباہ کر ڈالیں گی۔ بلکہ مقصد یہ کہ عورت مرد کی شریک زندگی بن جائے، اُمور خانہ داری کی تدبیر کرے، اولاد کی مصالح کا انتظام کرے، مرد اس کو سمجھنے لگے اور وہ مرد کو، اور دونوں کے درمیان ازدواجی خوشگواریوں کا صحیح احساس پیدا ہو جائے۔ ہم عورت کے حقوق میں یہ بھی چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس حد تک اس کو اس کے معاملات میں اجازت دی ہے اور دنیا سے بصیرت حاصل کرنے اور اس کے نشیب و فراز جاننے کو جن شرائط و حدود کے ساتھ حلال بتایا ہے اس سے وہ پوری طرح فائدہ اٹھا سکے۔ خلاصہ یہ کہ اس کے ساتھ انسانوں کا سا معاملہ ہونے لگے، مال و متاع کا سا معاملہ نہ کیا جائے۔ (۲۰)

﴿ مآخذ ومصادر ﴾

(۱): سیوہاروی، مولانا محمد حفظ الرحمٰن، رفیق ندوۃ المصنفین، دہلی، اخلاق اور فلسفہ اخلاق، میر محمد کتب خانہ، کراچی، ص ۳۰۶،۳۰۵

(۲): الخطیب العمری، ابوعبداللہ ولی الدین محمد بن عبداللہ، مشکوٰۃ المصابیح، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، جلد۲، ص ۲۸۸

(۳): ایضاً، جلد۲، ص ۲۸۹......(۴): بحوالہ بالا سیوہاروی، ص ۲۹۶......(۵): البقرۃ ۲، ۲۲۸

(۶): ندوی، مولانا سیدابوالحسن علی، تہذیب وتمدن پر اسلام کے اثرات واحسانات، مجلس نشریات اسلام کراچی، ص ۷۱،۷۰......(۷): الاحزاب ۳۳،۳۵

(۸): ندوی، مولانا سیدابوالحسن علی، اسلام میں عورت کا درجہ اوراس کے حقوق وفرائض، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ص ۴۲

(۹): التوبہ ۹،۷۱

(۱۰): ندوی، مولانا سیدابوالحسن علی، خواتین اوردین کی خدمت، مجلس نشریات اسلام، کراچی۔۱۷،۱۹

(۱۱): النساء ۴،۱۲۴......(۱۲): آل عمران ۳،۱۹۵...... (۱۳): النحل ۱۶،۹۷

(۱۴): ندوی، مولانا سیدابوالحسن علی، اسلام میں عورت کا درجہ اوراس کے حقوق وفرائض، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ص ۴۱،۴۲

(۱۵): بحوالہ بالا سیوہاروی، ص ۲۹۹،۲۹۸......(۱۶): ایضاً ص ۳۰۲......(۱۷): البقرۃ ۲،۲۲۸......(۱۸): النساء ۴،۳۴......(۱۹): بحوالہ بالا سیوہاروی، ص ۳۰۳......(۱۰): ایضاً ص ۳۰۸

(۱۱): النساء ۴،۲۲۴

(۱۲): آل عمران ۳،

(۱۳): النحل ۱۶،۹۷

(۱۴): ندوی، مولانا سیدابوالحسن علی، اسلام میں عورت کا درجہ اوراس کے حقوق وفرائض، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ص ۴۱،۴۲

(۱۵): بحوالہ بالا سیوہاروی، ص ۲۹۹،۲۹۸

(۱۶): ایضاً ص ۳۰۲......(۱۷): البقرۃ ۲،۲۲۸

(۱۸): النساء ۴،۳۴......(۱۹): بحوالہ بالا سیوہاروی، ص ۳۰۳

(۲۰): ایضاً ص ۳۰۸